قرآن سیکھنا کیوں ضروری ہے
اور قرآن کیسے سیکھیں؟

ترتیب و تالیف

پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق

ایم بی بی ایس (پشاور)، ایم آر سی پی (یو کے)، ایف آر سی پی (ایڈنبرا)،
ایف آر سی پی (گلاسگو) ایف سی پی ایس (پاکستان)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ ○ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَمَا كَانَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ اَنۡ يُّفۡتَرٰى مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلٰـكِنۡ تَصۡدِيۡقَ الَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَتَفۡصِيۡلَ الۡـكِتٰبِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (سورہ یونس آیت 37)

اور یہ قرآن افتراء کیا ہوا نہیں ہے کہ غیر اللہ سے صادر ہوا ہو بلکہ یہ تو ان کی (کتابوں) کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے قبل نازل ہو چکی ہیں اور احکام ضروریہ (الہیہ) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے (اور) اس میں کوئی بات شک و (شبہ) کی نہیں (اور وہ) رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا۔

وَلَقَدۡ جِئۡنٰهُمۡ بِكِتٰبٍ فَصَّلۡنٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ هُدًى وَّرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ

(سورہ الاعراف آیت 52) ہم ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں جس کو ہم نے علم کی بنا پر مفصّل بنایا ہے اور جو ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍ (سورہ ھود آیت 1)

الٓر۔ یہ کتاب ہے جس کی آیتیں (اپنے مطالب و دلائل میں) مضبوط کی گئیں پھر کھول کھول کر واضح کر دی گئیں، یہ اس کی طرف سے ہے جو حکمت والا (اور ساتھ ہی) ساری باتوں کی خبر رکھنے والا ہے۔

نام کتاب	:	قرآن سیکھنا کیوں ضروری ہے اور قرآن کیسے سیکھیں؟
ترتیب و تالیف	:	پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق
ناشر	:	پرائم فاؤنڈیشن
ٹیلیفون نمبر	:	091-5202191-4
فیکس نمبر	:	091-5202195
ویب سائٹ	:	www.prime.edu.pk
ای میل	:	professornajib@yahoo.com
اشاعت	:	سوم
تعداد	:	1000
قیمت	:	75 روپے
ملنے کا پتہ	:	پشاور میڈیکل کالج، ورسک روڈ پشاور پوسٹل کوڈ 25160
موبائل نمبر	:	0333-9181924

حقوق اشاعت بحق پرائم فاؤنڈیشن محفوظ ہیں

نوٹ: کتاب کا مواد کوئی بھی شخص یا ادارہ بغیر اجازت کے استعمال کر سکتا ہے۔ ایسا کرتے وقت کتاب کا حوالہ دینا کافی ہے

فہرست مضامین

قرآن کی فریاد 1

عرض مولف 2

تقریظ 4

تقدمہ 6

قرآن سیکھنا کیوں ضروری ہے؟ 8

قرآن کا مقصد کیا ہے؟ 12

ہماری موجودہ حالت 14

کیا قرآن سیکھنا فرض ہے؟ 16

قرآن نہ سمجھنے/ چھوڑنے والوں کا انجام! 18

قرآن کیسے سیکھیں؟ 25

ایک عمومی غلط فہمی۔ قرآن سیکھنا مشکل ہے۔ 25

قرآن سیکھنے کے درجے/ سطحیں (Levels) 28

قرآن سیکھنے کا مقصد: 29

عملی اقدام: 40

قرآن سمجھنے کا معیار (standard): 41

قرآن کلاس کا طریقہ کار (اجتماعی مطالعہ) 44

حوالہ جات: 53

قرآن کی فریاد

ماہر القادریؒ

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے، اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطے مینا کو، کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں، اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول و قسم لینے کے لیے، تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے، ہاتھوں پہ اُٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں، آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسہ میں، پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے، سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں، سو بار رولایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں، ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں میرا ذکر نہیں، کس عُرس میں میری دُھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں، مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

عرض مؤلف

سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ۔ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ (البقرہ)

نَحمَدُہٗ و نُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

مولانا محمد شفیع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ مالٹا میں چار سال کی جیل کے بعد واپس آئے تو ایک مرتبہ عشاء کے بعد علما کے ایک بڑے مجمع میں فرمایا "میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیاوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑنا اور دوسرے ان کے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی" اور مفتی شفیع صاحبؒ نے بعد میں لکھا کہ "غور کیا جائے تو یہ آپس کی لڑائی بھی قرآن کو چھوڑنے ہی کا لازمی نتیجہ ہے، قرآن پر کسی درجے میں عمل ہوتا تو خانہ جنگی یہاں تک نہ پہنچتی" (وحدت امت، صفحہ ۳۷)

یہ بات دل کو یوں لگی جیسے ڈاکٹر کسی بیماری کا تریاق معلوم کر لے۔

موجود دور میں مسلمانوں کی حالتِ زار پر ہر دردِ دل رکھنے والا مسلمان پریشان اور فکر مند ہے۔ ہر کوئی اپنی عقل و فہم کے مطابق اس کا علاج سوچتا ہوگا۔ میں نہ کوئی مستند عالم ہوں اور نہ مجھے قرآن کا پورا فہم ہے کہ اس اہم اور حساس موضوع پر کچھ لکھوں، لیکن الحمدللہ ہمیشہ علماء کرام کی دل سے

عزت و تکریم میں فخر و سکون محسوس کیا اور ان کی دعاؤں اور محافل سے ملی خوشبو کو زندگی کا قیمتی اثاثہ سمجھا، اسی قربت سے مجھے یہ حوصلہ ملا کہ میں دین کے بارے میں کچھ لکھنے کی جسارت کروں۔ یہ میری خوش قسمتی رہی ہے کہ ان علماء کرام نے کبھی دین کے بارے میں لکھنے کی میری جسارت کا برا نہیں منایا اور میں نے اپنی ہر تحریر تصحیح اور نظر ثانی کے لیے ان کے سامنے رکھی، جس کے لیے انہوں نے کمال شفقت و مہربانی سے اپنی بے شمار مصروفیات کے باوجود وقت نکالا، اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

قرآن فہمی پر الحمد للہ بے شمار کتابیں موجود ہیں لیکن یہ بات دل میں کھٹکتی اور چبھتی رہی کہ ہم کیوں قرآن کی طرف متوجہ نہیں ہوتے؟ مجھے اس بات کا شدّت سے احساس ہوا کہ عام لوگوں اور خصوصاً جدید نسل میں قرآن کو سمجھنے کی اہمیت اور حجیت کا احساس نہ ہونے کے برابر ہے اور جب کسی چیز کی اہمیت ہی معلوم نہ ہو تو اس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ اسی احساس کے تحت یہ ٹوٹی پھوٹی کوشش اس مختصر کتابچے کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ اس تحریر کو لوگوں کے لیے فائدہ مند اور رجوع الی القرآن کا ذریعہ بنائے، احقر کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور اس کوشش کو قبولیت عطا فرما کر میرے لیے آخرت کی بخشش کا بہانہ بنادے۔

محتاج دعا

نجیب الحق

تقریظ

باسمہ تعالیٰ

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی تلاوت سے معنٰی سمجھے بغیر بھی ثواب ملتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ صرف تلاوت پر اکتفاء کریں اور معنٰی نہ سمجھیں، بلکہ تلاوت کے ساتھ قرآن سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ آج مسلمان کی پسماندگی کا واحد سبب قرآن فہمی سے دوری ہے۔ بد قسمتی سے بڑے بڑے دانشور دنیا میں علمی شہرت رکھنے کے باوجود قرآن سے نابلد ہیں، مولانا روم فرماتے ہیں:

صد ہزاراں فضل داند از علوم　　جان خود رامے نداند آن مظلوم

داند او خاصیتے ہر جوہرے　　در بیان جوھر خود چو خرے

قیمت ہر کالہ میدانی کہ چیست　　قیمت خود ر اندانی احمقی است

ترجمہ: وہ کم بخت علوم میں سے لاکھوں فضیلتوں سے آگاہ ہے لیکن اپنی روح کی حقیقت سے بے خبر ہے۔ وہ جوہر کی ہر خصوصیت جانتا ہے مگر اپنے جوہر کے بیان کرنے میں ناواقف ہو کر گدھے کی طرح ہے۔ تو ہر مال کی قیمت جانتا ہے کہ کس قدر ہے؟ مگر بے وقوف اپنی قیمت سے بے خبر ہے۔

ایسی زبوں حال قوم کو جگانا ہر درد دل رکھنے والے مسلمان کا فریضہ ہے تاکہ مسلمان قرآن سمجھ کر اس سے اپنا رشتہ جوڑے اور عظمت رفتہ بحال رکھے۔

اللہ تعالیٰ بھلا کرے! ہمارے دوست محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق صاحب کا جو تعلیم یافتہ طبقہ کو قرآن سے وابستہ رکھنے میں رات و دن ایک کئے ہوئے ہیں۔ گوکہ آپ کا میدان طب ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ قرآن کے ماہر استاداور خلق خدا کو قرآن سے وابستہ رکھنے کے عظیم داعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس حسین قابلِ تقلید جذبہ سے نوازا ہے، یہ مختصر محنت اس درد کی داستان کی ایک جھلک ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

معلوم نہیں کہ آپ کی دردمندانہ آواز سے کتنے مسلمانوں کی زندگی بدل جائیگی۔ وما ذالك على الله بعزيز

مفتی غلام الرحمٰن

جامعہ عثمانیہ پشاور

تقدمہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

خوار از مہجوری قرآن شدی　　　شکوہ سنج گردش دوران شدی
ای چو شبنم بر زمین افتندہ ئی　　　در بغل داری کتاب زندہ ئی　　(اقبالؒ)

اے مسلمان تیری ذلت ورسوائی کا سبب یہ ہے کہ تو نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے جبکہ تو اپنی اس ذلت و بدحالی کا الزام گردش ایام کو دے رہا ہے،
اے وہ قوم جو شبنم کی طرح زمین پر بکھری پڑی روندی جارہی ہے اٹھ کہ تیرے پاس کتاب زندہ (زندگی کا پیغام دینے والی کتاب) قرآن موجود ہے۔
قرآن کتاب ہدایت ہے جس پر سب سے زیادہ ظلم خود اس کے نام لیوا کر رہے ہیں جو اسے سمجھے بغیر پڑھتے ہیں بلکہ اس سے مستقل روگردانی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ قرآن کی طرف انسانوں کی رہنمائی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی ہے اور حدیث رسول ﷺ کے مطابق جس نے قرآن کے مطابق بات کی اس نے سچ کہا اور جس نے قرآن پر عمل کیا اسے یقیناً اس کا اجر ملے گا اور جس نے اس کے مطابق زندگی کے فیصلے کئے اس نے یقیناً عدل کیا اور جس نے لوگوں کو قرآن کی دعوت دی اس نے صراط مستقیم کی طرف ان کی راہ نمائی کی۔

ہمارے محترم دوست پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق صاحب پیشہ کے لحاظ سے طبیب ہیں جو ایک مسلمان طبیب ہونے کے ناطے قرآن وسنت کے مخلص داعی بھی ہیں، قرآن کی سمجھ اور عمل کے حوالے سے اس رسالے میں ان کی درست

راہ نمائی ہے اور قرآن نہ سیکھنے کے بارے میں درج ذیل سوالیہ اور تنبیہی جملے تاثیر کے حوالے سے اکسیر ہیں جو ہر مسلمان کو دعوت فکر دیتے ہیں:

"اب ہم خود اس بات پر پوری سنجیدگی سے سوچیں کہ کیا ہم اس کے لئے تیار ہیں کہ قیامت کے دن؛

ہم اندھے اٹھائے جائیں؟ اور اللہ کو ہماری کوئی پرواہ نہ ہو؟

رسول اللہ ﷺ ہمارے خلاف اللہ کے دربار میں گواہی دیں؟

قرآن کو نظر انداز کرنے کی پاداش میں اللہ ہم سے انتقام لے؟

اور اس دنیا میں بھی ہر وقت شیطان ہی ہمارا ساتھی رہے؟

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس سے مسلمانوں کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شیخ القرآن پروفیسر ڈاکٹر شمس الحق حنیف، پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن سیکھنا کیوں ضروری ہے؟

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ

(سورہ القصص، آیت ۸۵)۔

جس خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن (کے احکام پر عمل اور اس کی تبلیغ) کو فرض کیا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (آپ کے اصلی) وطن یعنی (مکہ) میں پھر پہنچائے گا۔ (بیان القرآن)

قرآن سیکھنا کیوں ضروری ہے؟

جب ہم اس دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں بہت سی چیزیں نظر آتی ہیں اور عام طور پر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ فلاں چیز کا مقصد کیا ہے اور اسے کیسے استعمال کیا جاتا ہے۔ جب ہم کوئی مشین دیکھتے ہیں اور ہمیں اس کے استعمال کے بارے میں معلوم نہ ہو تو کسی جاننے والے سے اس کا مقصد اور استعمال کا طریقہ معلوم کر لیتے ہیں، عام طور پر ہر مشین کے ساتھ ایک "ہدایات عملیہ" (Operation Manual) بھی ہوتا ہے جس میں اس مشین کا مقصد اور استعمال کا پورا طریقہ لکھا ہوتا ہے، اگر مشین بنانے والا اس کا مقصد اور طریقہ استعمال بیان نہ کرے تو یہ زیادتی ہوگی اور لوگ یقیناً اس کا غلط استعمال کریں گے۔

اسی طرح ہمارے جسم کے ہر عضو مثلاً ہاتھ پاؤں، آنکھ اور زبان وغیرہ کا مقصد اور استعمال ہمیں معلوم ہوتا ہے، لیکن جب ہم سے یہ سوال کیا جائے کہ بحیثیت انسان ہمارا مقصد اور طریقہ زندگی (استعمال) کیا ہے؟ تو ہم سوچ میں پڑ جاتے ہیں، اس سوال کا جواب جاننے کے لیے ہمیں اپنے بنانے والے (خالق) کی طرف رجوع کرنا ہوگا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں ہماری تخلیق کا مقصد اور زندگی گزارنے کے طریقے کے لیے "ہدایت عملیہ" (Operation Manual) قرآن اور پورا عملی نقشہ سنت نبوی ﷺ کی صورت میں عطا کر دیا ہے، یہ انسانوں کی ضرورت بھی ہے اور اللہ کا بہت بڑا کرم بھی۔

ڈاکٹر بننے کے لیے ہر شخص کو چند ضروریات پوری کرنی ہوتی ہیں اور کچھ مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، وہ سکول اور کالج میں تقریباً سو کتابیں پڑھتا ہے اور اچھے نمبر لے کر میڈکل کالج میں داخلہ لیتا ہے اور مختلف مضامین کی کم از کم مزید بیس کتابیں پڑھتا ہے۔اس سارے عرصے میں وہ یہ ساری کتابیں سمجھ کر پڑھتا ہے تاکہ امتحان میں صحیح جوابات دے کر پاس ہوسکے، اگر وہ کسی کتاب کے بارے میں ممتحن کو یہ کہہ دے کہ میں نے پڑھی ہے بلکہ مجھے ساری کتاب زبانی یاد ہے (یعنی اسے حفظ کیا ہے) لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے تو ممتحن اسے کبھی پاس نہیں کرتا، یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی طالب علم امتحان میں تمام اختیاری مضامین پاس کر لے لیکن لازمی مضمون میں فیل ہو جائے تو پھر بھی امتحان میں فیل تصور کیا جاتا ہے، قرآن ہمارے لیے ایسے ہی لازمی مضمون کی حیثیت رکھتا ہے۔

تصور کریں اگر اللہ تعالیٰ ہم سے قیامت کے دن یہ پوچھ لے کہ میں نے تمہارے لیے ایک کتاب بھیجی تھی کیا تم نے اسے پڑھا ہے ؟اس وقت اگر ہمارا جواب یہ ہو کہ میں نے اسے نہ صرف پڑھا بلکہ حفظ بھی کیا ہے لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں کہ اس میں کیا لکھا تھا، تو کیا ہم اس امتحان میں پاس ہونے کے حقدار ہو سکتے ہیں ؟ اللہ ہمیں اس حالت سے محفوظ رکھے اور قرآن کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے کیوں کہ آخرت کے امتحان کے بعد تو کوئی سپلیمنٹری امتحان بھی نہیں ہوگا!

بد قسمتی سے آج عملی زندگی میں قرآن ہمارا راہنما نہیں، بلکہ ہم نے میڈیا اور دوسرے ذرائع کو اپنا رہنما تسلیم کر لیا ہے اور انعمت علیھم (جن پر اللہ نے انعام کیا ہے) کی بجائے کسی اور کو اپنا رول ماڈل بنا لیا ہے۔ اقبالؒ نے ہماری اس حالت کی تصویر کشی یوں کی ہے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود
گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے
مردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

اور اس کی وجہ بھی ان دو اشعار میں بیان کر دی ہے کہ

مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیے سائے ہم نے

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اسلامی تاریخ اس کی گواہ ہے کہ مسلمانوں کی تنزلی کا ایک بنیادی اور اہم ترین سبب قرآن حکیم سے دوری، بے رغبتی، غفلت اور روگردانی ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے برحق فرمایا تھا: "ہم ایک ایسی قوم ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزت بخشی، اگر ہم نے عزت کو اسلام کے علاوہ کسی اور نظام میں تلاش کیا تو اللہ ہم کو ذلیل کر دے

گا"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "میرے پاس جبرائیل آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد ﷺ ! آپ کی امت آپ کے بعد اختلافات میں پڑ جائے گی، میں نے پوچھا کہ جبرئیل ! اس سے بچاؤ کا راستہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا "قرآن کریم"، اسی کے ذریعے اللہ ہر ظالم کو تہس نہس کرے گا، جو اس سے مضبوطی کے ساتھ چمٹ جائے گا وہ نجات پا جائے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ ہلاک ہو جائے گا یہ بات انھوں نے دو مرتبہ کہی" (متفق علیہ۔ مسند احمد)

اگر ہم پھر سے دنیا میں ایک اعلیٰ مقام اور غلبہ چاہتے ہیں تو ہمیں قرآن کی طرف پلٹنا ہوگا۔

قرآن کا مقصد کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن کا مقصد خود قرآن ہی میں بیان فرمادیا ہے:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (ص۔۲۹)۔

ترجمہ: یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے محمد ﷺ) ہم نے تمھاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر والے اس سے سبق لیں۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ(الانعام آیت ۱۵۵)۔ترجمہ: اور یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم ہو۔

یعنی قرآن برکت والی ایسی کتاب ہے جس کا مقصد اس پر غور و فکر کرنا اور اس کی پیروی کرنا ہے تاکہ انسان اللہ کے رحم کا امیدوار ہوسکے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی قرآن کی تعلیم دینا اور اس کے ذریعے لوگوں کا تزکیہ کرنا ہے۔ سورہ البقرہ، آیت ۱۲۹ میں ارشاد ہے،

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ان میں ایک پیغمبر انہیں میں سے بھیج، (جو) انھیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور انہیں، کتاب (الہی) اور دانائی کی تعلیم دے اور انہیں پاک (وصاف) کرے، یقیناً تو تو بڑا زبردست ہے، بڑا حکمت والا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی آیات سے اس کتاب کی عظمت کا اندازہ لگائیں جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾ ترجمہ: وہ رحمان ہے، اس نے قرآن کی تعلیم دی، انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔ اب ذرا تصور کریں کہ یہ کتاب براہِ راست ربّ العالمین کی طرف سے ہے اور اللہ خود رسول اللہ ﷺ کا معلّم ہے اور نبی کریم ﷺ ہمارے معلّم، تو کیا اس کتاب کے علاوہ کوئی دوسری کتاب ہماری اولین ترجیح کی مستحق ہو سکتی ہے؟ اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کتاب کو مضبوطی سے تھام لو یعنی اس کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالو، جیسے فرمایا؛

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔــلُوْنَ (الزخرف۔ ۴۳، ۴۴) ترجمہ: (اے پیغمبر) تم بہر حال اس کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہو جو وحی کے ذریعہ سے تمہارے پاس بھیجی گئی ہے، یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو، حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے ایک بہت بڑا شرف (عزت) ہے اور عنقریب تم سے اس کی بابت بازپرس ہو گی۔

ہماری موجودہ حالت

اس کتاب کو تھامنا تو دور کی بات، افسوس کہ آج امت کا عمومی رویہ معاذاللہ ایسا لگتا ہے جیسے یہودیوں کا تورات کے بارے میں تھا اور جسے قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے؛

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ واللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (الجمعہ۔۵)

ترجمہ؛ جن لوگوں کو توراۃ کا حامل بنایا گیا تھا مگر انھوں نے اس کا بار نہ اٹھایا، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ اس سے بھی زیادہ بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا ہے۔ ایسے ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیا کرتا۔

ہمیں سوچنا ہو گا کہ آج ہماری حالت رسول اللہ کی اس حدیث کے مصداق تو نہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا؛ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ "إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي، أَوْ سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ، هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ" (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۰) ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے، وہ ان کے گلوں سے آگے نہیں بڑھے گا،

وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ بننے والے جانور میں سے گزر جاتا ہے، پھر وہ (دین میں) واپس نہیں آئیں گے۔ وہ تمام مخلوقات میں سے بدترین افراد ہوں گے"۔

تشریح: قرآن حلق (گلے) سے آگے نہ گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں پر قرآن کا اثر نہیں ہو گا یا ان کے دل قرآن مجید کو سمجھنے سے عاری ہوں گے۔

کیا قرآن سیکھنا فرض ہے؟

قرآن سیکھنے سے کوئی مسلمان انکار نہیں کرتا، لیکن وہ اسے ایک "اچھا کام" سمجھتا ہے، عام طور پر یہ احساس اور ادراک کم ہی ہے کہ قرآن سیکھنا کتنا اہم فریضہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے؛ اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ۔ (سورہ القصص، آیت ۸۵)۔ اس آیت کا ترجمہ مفسرین کرام نے یوں کیا ہے؛

جس خدا نے آپ پر قرآن کو فرض کیا، وہ آپ کو آپ کے اصل وطن میں لوٹا کر لے آئے گا (تفسیر مظہری)

اے پیغمبر ﷺ جس (خدا) نے تم پر قرآن (کے احکام) کو فرض کیا ہے وہ تمہیں بازگشت کی جگہ لوٹا دے گا (تفسیر ابن کثیر)

اے نبی ﷺ، یقین جانو کہ جس نے یہ قرآن تم پر فرض کیا ہے وہ تمہیں ایک بہترین انجام کو پہنچانے والا ہے۔ (تفہیم القرآن)

جس خدا نے آپ ﷺ پر قرآن (کے احکام پر عمل اور اس کی تبلیغ) کو فرض کیا ہے وہ آپ ﷺ کو (آپ کے اصلی) وطن یعنی (مکہ) میں پھر پہنچائے گا۔ (بیان القرآن)

جس (خدا) نے آپ ﷺ پر قرآن فرض کیا ہے، وہ آپ کو آپ کے وطن میں پھر پہنچا کر رہے گا (تفسیر ماجدی)

(اے محبوب!) یقیناً وہ (قادر مطلق جس نے آپ ﷺ پر قرآن کی تبلیغ فرض کی ہے، آپ کو واپس لے جائے گا جہاں آپ چاہتے ہیں (ضیاء القرآن)

جس نے آپ ﷺ پر قرآن فرض کیا ہے وہ ضرور آپ ﷺ کو معاد کی طرف لوٹا دے گا۔ (محاسن القرآن)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا؛ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْــَٔـلُوْنَ (سورہ الزخرف آیات ۴۳، ۴۴)۔ (اے پیغمبر) تم اس کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہو جو وحی کے ذریعے تمہارے پاس بھیجی گئی ہے، یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو، حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے ایک بہت بڑا شرف ہے اور عنقریب تم سے اس کی بابت بازپرس ہو گی، یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کرنے کے بعد مسلمانوں کو اس کی جوابدہی کا مسئول بنایا، انسان کسی کتاب کے بارے میں تب ہی مسؤل ہو سکتا ہے جب اسے معلوم ہو کہ اس کتاب میں میرے لیے کیا احکام ہیں جن کا میں نے حساب دینا ہے، پس جس طرح اللہ نے مسلمانوں کے لیے نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ فرض کیے ہیں جن کی ادائیگی اس وقت تک صحیح طور پر نہیں ہو سکتی جب تک ان کے بارے میں احکام کی بنیادی تفصیلات معلوم نہ ہوں، اسی طرح زندگی گزارنے کے لیے قرآن کے بنیادی احکام کو سیکھنا، ماننا اور اس پر عمل کرنا بھی فرائض میں سے ہے اور یہی قرآن کی فرضیت ہے۔

قرآن نہ سمجھنے / چھوڑنے والوں کا انجام!

پہلا انجام۔ روز محشر اندھا اُٹھایا جانا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ ترجمہ: اور جو میرے "ذکر" (قرآن) سے منہ موڑے گا اُس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے" وہ کہے گا" پروردگار، دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا، یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا" ؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا" ہاں اسی طرح تو ہماری آیات کو، جب کہ وہ تیرے پاس آئی تھیں، تُو نے بھلا دیا تھا۔ اُسی طرح آج تُو بھلایا جارہا ہے ()۔ (سورۃ طٰہٰ آیات ۱۲۴تا۱۲۶)، اور روز محشر کے اس منظر کو سورہ طٰہٰ میں یوں بیان فرمایا، كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝ (سورۃ طٰہٰ آیت ۹۹) ترجمہ: (جس طرح ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کا قصہ بیان کیا) اسی طرح ہم آپ سے اور واقعات گزشتہ کی خبریں بھی بیان کرتے رہتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ (یعنی قرآن) دیا ہے جو لوگ اس سے روگردانی کریں گے سو وہ قیامت کے روز بڑا بھاری بوجھ (عذاب کا) لادے ہوں گے، وہ

اس (عذاب) میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لیے بڑا بوجھ ہوگا (بیان القرآن، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

دوسرا انجام ۔ رسول اللہ ﷺ کی قرآن چھوڑ دینے والوں کے خلاف گواہی دینا۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان آیت ۳۰)

اس آیت کا ترجمہ مفسرین کرام نے یوں کیا ہے: "اس روز رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمائیں گے اے میرے پروردگار اس قوم نے اس قرآن کریم کو، جو واجب العمل اور واجب الاعتقاد تھا، بالکل نظر انداز کر رکھا تھا کہ اس کی طرف التفات ہی نہیں کرتے تھے اس پر عمل تو در کنار۔

(تفسیر ابن عباس، ترجمہ: حافظ عاکف سعید رحمہ اللہ)

شکایت نبوی ﷺ: قیامت والے دن اللہ کے سچے رسول آنحضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی امت کی شکایت جناب باری تعالیٰ میں کریں گے کہ نہ یہ لوگ قرآن کی طرف مائل تھے نہ رغبت سے قبولیت کے ساتھ سنتے تھے۔۔ نہ اس پر عمل تھا، نہ اس کے احکام کو بجا لاتے تھے، نہ اس کے منع کردہ کاموں سے رکتے تھے بلکہ اس کے سوا اور کلاموں سے دلچسپی لیتے تھے اور ان پر عامل تھے، یہی اسے چھوڑ دینا تھا

(تفسیر ابن کثیر)

اور رسول اللہ ﷺ کا کہنا ہوگا کہ اے رب میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا۔ (در منثور، جلالدین سیوطی)

اور (اس دن) رسول اللہ ﷺ کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری (اس) قوم نے اس قرآن کو (جو کہ واجب العمل تھا) بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔ (بیان القرآن۔، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

اس آیت پر اپنی خصوصی توجہ مرکوز کیجیے کا جب رسول اللہ ﷺ یوں کہیں گے کہ یہ ہیں میری قوم کے وہ لوگ جنھوں نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے کون بچائے گا؟ وہ بد نصیب جن کے خلاف آپ ﷺ خود اتنی بڑی شکایت اور گواہی ارشاد فرمائیں انھیں کون عذابِ الٰہی سے بچا سکتا ہے؟ (تفسیر انوار القرآن، ملک غلام مرتضٰی شہید رحمہ اللہ)

تیسرا انجام، اللہ کا انتقام۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۚ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔ (سورہ السجدہ آیت ۲۲)

ترجمہ: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس کو اس کے رب کی آیات کے ذریعہ سے نصیحت کی گئی، پھر اس نے ان آیات سے رخ موڑ لیا؟ ہم مجرموں سے ضرور انتقام لیں گے۔ (تفسیر مظہری)

اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعہ سے نصیحت کی جائے اور پھر وہ ان سے منہ پھیر لے ایسے مجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے۔ (تفہیم القرآن)
اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس کو اس کے پروردگار کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو وہ ان سے منہ پھیر لے ہم گنہگاروں سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں (تفسیر ابن کثیر)

چوتھا انجام، شیطان اس کا قریبی دوست بن کر اسے بہکائے گا۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الزخرف آیت ۳۷،۳۶)

جو بھی رحمان کے ذکر سے غافل رہتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ یہ ان کو سیدھے راستے سے روکتا ہے اور یہ خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ ہم راہ یاب (صحیح راستے پر) ہیں۔ (محاسن القرآن)

جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔ یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہ راست پر آنے سے روکتے ہیں، اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

قرین ایسے ساتھی کو کہتے ہیں جو ہر وقت ساتھ لگا رہے۔ یہ انسانوں کو گمراہ کرتا رہتا ہےاور شیطان کا اصل اور بنیادی ہتھیار یہ ہے کہ دنیا کو خوشنما بنا کر پیش کرے تاکہ انسان دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگے، شیطان انھیں راہ حق پر چلنے سے روک دیتے ہیں، انھیں فسق وفجور کا خوگر بنا لیتے ہیں، دنیا کی ہوس ان کے دلوں میں یوں بھڑکا دیتے ہیں کہ وہ ساری قوم کا خون چوسنے کے باوجود تشنہ لب دکھائی دیتے ہیں، وہ قوم کی آزادی کا سودا کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے۔ ان تمام کھلی گمراہیوں کے باوجود وہ اپنے بارے میں بڑا حسن ظن رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں بس وہی صحیح ہے، جو راہ انھوں نے اختیار کر رکھی ہے وہی سیدھی راہ ہے، قوم کی ترقی وخوشحالی کے لیے جو پروگرام انھوں نے طے کر رکھا ہےاس سے بہتر سوچا ہی نہیں جاسکتا. اور اللہ تعالیٰ نے میں فرمایا؛ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ○(سورہ الحجرآیات 39,40) ترجمہ: وہ (شیطان) بولا اے رَب ! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بھٹکا دیا ہے۔ میں ان کے لیے زمین میں (برے کاموں کو) ضرور خوشنما بنا دوں گا، اور میں ضرور گمراہ کروں گا ان سب کو، سوائے تیرے ان بندوں کے جنھیں ان میں سے چن لیا گیا ہے (تفسیر ضیاء القرآن)

وہ بولا ! اے میرے رب، چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا، میں زمین میں دنیا کو ان کی نگاہوں میں ضرور خوشنما بنادوں گااور میں ان سب کو گمراہ

کر کے چھوڑوں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جنھیں ان میں سے چن لیا گیا ہے۔ (تفسیر روح القرآن)

پھر ان کی حالت اللہ تعالی کے اس ارشاد کے مصداق ہو جاتی ہے :

قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ اَعۡمَالًا ○ اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ سَعۡيُهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا○ (سورہ الکھف آیات ۱۰۳، ۱۰۴) اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ، ان سے کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں ؟ وہ کہ دنیا کہ زندگی میں جن کی ساری سعی و جہد راہ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔

اب ہم خود اس بات پر پوری سنجیدگی سے سوچیں کہ کیا ہم اس کے لیے تیار ہیں کہ قیامت کے دن؛

ہم اندھے اٹھائے جائیں ؟اور اللہ کو ہماری کوئی پرواہ نہ ہو؟

رسول اللہ ﷺ ہمارے خلاف اللہ کے دربار میں گواہی دیں؟

قرآن کو نظر انداز کرنے کی پاداش میں اللہ ہم سے انتقام لے؟

اور اس دنیا میں بھی ہر وقت شیطان ہی ہمارا ساتھی رہے؟

یقیناً ہر مسلمان اس کا جواب نفی ہی میں دے گا۔ اس لیے ہمیں سنجیدگی سے قرآن کو سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا فیصلہ کرنا ہوگا کیوں کہ خود رب العالمین ہم سے کہہ رہا ہے کہ اگر ایسے نہیں کروگے تو پھر بیان کردہ

انجام کے لیے تیار رہو۔ ہم میں سے ہر ایک کو انفرادی اور اجتماعی طور پر موجودہ صورتِ حال سے نکلنے کی ہر ممکن کوشش کرنی ہوگی۔
(یعنی) قرآن وذکر الٰہی کی طرف سے ارادی غفلت ہی تسلّط شیطانی کا باعث ہوتی ہے، تو اس مصیبت سے بچنے کا یہ کھلا ہوا علاج بھی نکل آیا کہ قرآن وذکر کی جانب مشغولی دوام رہے۔ اور وہ (شیاطین) ان لوگوں کو راہ (راست) سے روکتے ہیں اور یہ (اپنے لیے) خیال کرتے رہتے ہیں کہ ہم سیدھی راہ پر ہیں۔ (تفسیر ماجدی)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن کیسے سیکھیں؟

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ○

اور یقیناً ہم نے اس قرآن کو نصیحت لیے آسان بنا دیا ہے، پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟ (سورہ القمر آیت 17)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جس نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کر لے“۔ (ترمذی)

قرآن کیسے سیکھیں؟

ایک عمومی غلط فہمی۔قرآن سیکھنا مشکل ہے۔

بد قسمتی سے یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ قرآن ایک مشکل کتاب ہے، اس کو سیکھنے کے لیے بہت سے علوم درکا ہیں اور اس کا سیکھنا عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔

کیا قرآن سیکھنا واقعی مشکل ہے؟ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے،
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ (سورہ القمر ۱۷) اور یقیناً ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے، پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟

مفسرین کرام نے اس آیت کی تشریح یوں کی ہے؛

قرآن کریم نے اپنے مضامین عبرت و نصیحت کو ایسا آسان کر کے بیان کیا ہے کہ جس طرح بڑے سے بڑا عالم و ماہر، فلسفی اور حکیم اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، اسی طرح ہر عالم، جاہل جس کو علوم سے کوئی مناسبت نہ ہو وہ بھی عبرت و نصیحت کے مضامین قرآنی کو سمجھ کر اس سے متاثر ہوتا ہے (معارف القرآن)

قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بالکل آسان ہے کیونکہ جو مضامین ترغیب وترہیب اور انذار وتبشیر سے متعلق ہیں وہ بالکل صاف، سہل اور موثر ہیں، پر کوئی سوچنے سمجھنے کا ارادہ کرے تو سمجھے۔ (تفسیر عثمانی)

قرآن لفظ کے اعتبار سے اچھا معنی کے اعتبار سے سب سے سچا اور تفسیر کے اعتبار سے سب سے واضح کلام ہے جو کوئی قرآن کریم پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے اللہ اس کے مطلوب و مقصود کو حد درجہ آسان اور سہل کر دیتا ہے۔ (تفسیر سعدی)

قرآن مجید نے جو احکام دیے ہیں ان کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں، البتہ ان کے دلائل اور حکمتیں اور شبہات کے جوابات میں یسر کا ذکر نہیں وہ اپنی جگہ محنت اور غور چاہتے ہیں (مجالس حکیم الامت،اشرف التفاسیر)

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر رکھا ہے،کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے (محاسن القرآن)

قرآن مجید آسان تو بیشک ہے، لیکن صرف عبرت وتذکیر، ترغیب وترہیب کے اعتبار سے۔استنباط مسائل بجائے خود ایک مستقل ودقیق فن ہے ,ملکہ خصوصی ومہارت تحقیقی کا محتاج (تفسیر ماجدی)

یعنی علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کو معنی اور مضامین عبرت و نصیحت کے اعتبار سے عام لوگوں کے لیے بھی سمجھنا آسان ہے البتہ مسائل اور احکام کا استنباط واجتھاد صرف علماء کرام ہی کا کام ہے جس کے لیے

علوم قرآن وحدیث اور دوسرے کئی علوم کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ عام لوگوں کا کام نہیں ہے۔

سورۃ القمر میں یہ آیت چار مرتبہ دہرائی گئی ہے اور ہر بار اس سے پہلے فرمایا گیا ہے؛ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ۔ " ترجمہ: دیکھ لو، کیسا تھا میرا عذاب اور کیسی تھیں میری تنبیہات"، یعنی اگر اس آسان کتاب کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کروگے تو پھر میرے عذاب کے لیے تیار رہو۔اور یہ بھی قابل توجہ بات ہے کہ اس آیت سے صرف پہلے نہیں بلکہ ہر دفعہ اس کے بعد بھی کسی قوم پر عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ترتیب میں یہ پہلی مرتبہ آیت ۱۷ ہے جس کے بعد آیت ۱۸ میں قوم عاد کے عذاب کا ذکر ہے، پھر آیت ۲۲ کے بعد آیت ۲۳ میں قوم ثمود، آیت ۳۲ کے بعد آیت ۳۳ میں قوم لوط اور آیت ۴۰ کے بعد آیت ۴۱ میں قوم فرعون کا ذکر ہے۔ یعنی جس قوم نے بھی اللہ کے پیغمبروں کے صحیفوں یا کتابوں کو جھٹلایا اللہ کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ اس پر عذاب آ کر رہے گا۔

قرآن سیکھنے کے درجے/ سطحیں(Levels)

یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ عام آدمی کی حیثیت ایک طالب علم کی ہے اور وہ تذکر (زندگی گزارنے کے لیے احکام و نصیحت) کی حد تک قرآن کو سیکھے گا، یہ بات قرآن حکیم میں یوں بیان کی گئی ہے؛

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورۃ صٓ آیت۲۹) یہ ایک بڑی بابرکت کتاب ہے جو (اے محمد ﷺ) ہم نے تمھاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر والے اس سے سبق لیں۔

تذکّر: قرآن کو اتنا سمجھنا ضروری ہے جس سے ہم زندگی گزارنے کے عمومی اوامر (DOs۔احکامات) و نواہی (DONTs ۔ممنوعات) کو جان لیں، یہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔

تدبّر: قرآن پر ایسا غور و فکر جس سے عصری دینی مسائل کا استنباط یا اجتہاد کیا جائے اور فقہی مسائل معلوم کیے جائیں، یہ صرف علماء کرام و فقہائے عظّام کا کام ہے۔ اس کے لیے علومِ قرآن اور دین کی مجموعی تعلیم اور تفہیم ضروری ہے، یہ ہر کسی کا کام نہیں۔ایک حدیث کے مفہوم کے مطابق روزِ قیامت تک اس کی تشریح و تفسیر ہوتی رہے گی اور اس کے مطالب ختم نہیں ہوں گے۔

قرآن سیکھنے کا مقصد:

قرآن سیکھتے وقت یہ واضح ہونا چاہیے کہ ہم اسے کیوں سیکھ رہے ہیں؟ اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا اہم ہے کہ قرآن کے اسرار و رموز پر تدبّر کرنا، علم میں اضافہ کرنا، اس کے ادبی اعجاز پر سر دھننا، سائینسی علوم کی روشنی میں آیات کی تکوینی تشریحات سے لطف اندوز ہونا یا اس میں بیان کردہ عقائد، معاشرتی، سماجی، معاشی، معاملات پر غور و فکر کرنا، یقیناً اس کتاب کے برحق ہونے کے دلائل اور ضمنی فوائد ہیں لیکن یہ قرآن کا مقصد نہیں، یہ بات ذہن میں رہے کہ قرآن پڑھنے سے ہمارے علم میں جتنا بھی اضافہ ہو جائے وہ اہم نہیں بلکہ اصل اہمیت اس کی ہے کہ قرآن نے ہمارے دل پر کیا اثر چھوڑا؟ اور ہمارے عمل میں کیا تبدیلی آئی؟ قرآن کا مقصد زندگی کے ہر موڑ پر اس سے راہنمائی حاصل کرنا ہے، اس میں وہ عملی احکام تلاش کرنے ہیں جو ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھ سکیں، وہ صراطِ مستقیم جس کی نشاندہی قرآن کی ابتدا ہی میں اھدنا الصراط المستقیم کی آیت میں کردی گئی ہے اور ہم نماز میں روزانہ کم از کم ۳۲ مرتبہ اللہ سے یہی درخواست کرتے ہیں۔

قرآن نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کی کایا پلٹ دی اس لیے کہ ان کا قرآن سیکھنا صرف علم کے لیے نہیں بلکہ ’’علم برائے عمل‘‘ کے لیے تھا، مسند احمد کی ایک حدیث میں بیان ہوا؛

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْ كَانَ يُقْرِئُنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقْتَرِئُونَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ، فَلَا يَأْخُذُونَ فِي الْعَشْرِ الْأُخْرَى حَتَّى يَعْلَمُوا مَا فِي هَذِهِ مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ، قَالُوا: فَعَلِمْنَا الْعِلْمَ وَالْعَمَلَ۔ ترجمہ: ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک صحابی سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ سے دس دس آیات پڑھتے تھے اور اگلی دس آیات اس وقت تک نہیں پڑھتے تھے جب تک کہ پہلی دس آیات میں علم و عمل سے متعلق چیزیں اچھی طرح سیکھ نہ لیتے، یوں ہم نے علم و عمل کو حاصل کیا ہے۔

قرآن سے ہماری زندگی اسی لیے تبدیل نہیں ہو رہی کہ عام طور پر قرآن پڑھتے یا سیکھتے وقت یہ مقصد نہ ہمارے ذہن میں واضح ہوتا ہے اور نہ ہمارے عمل سے اس کا اظہار۔ قرآن کو "علم برائے عمل" کے مقصد سے پڑھنے/سیکھنے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کی آیات میں اپنی زندگی کے لیے عملی نکات تلاش کرنے کی کوشش کریں اور ان کو ترجیحاً اپنی انفرادی زندگی میں نافذ کرنے کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی میں بھی اس کے نفاذ کی جد و جہد کا حصہ بنیں۔

صحابہ کرام کا طرز عمل:

صحابہ رضی اللہ عنہم کا قرآن سیکھنا "علم برائے عمل" کے لیے تھا، دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں؛

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ (آل عمران آیت ۹۲)۔ تم ہر گز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ اس سے بے خبر نہ ہوگا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیر حا کا "محبوب ترین باغ" اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غزوہ خیبر کی بہترین زمین اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنا محبوب ترین گھوڑا اللہ کی راہ میں دے دیا۔

اسی طرح جب شراب کی حرمت کا حکم آیا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَالۡمَيۡسِرُ وَ الۡاَنۡصَابُ وَ الۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ فَاجۡتَنِبُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝ (سورہ المائدہ آیت 90)۔ اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔ اور آپ ﷺ نے مدینہ کی گلیوں میں منادی کرادی کہ شراب حرام کر دی گئی ہے، تو جو لوگ اس وقت شراب پی رہے تھے یہ حکم سنتے ہی انہوں نے

منہ سے شراب کے پیالے ہٹا دیے، ہاتھ میں شراب کا برتن تھا تو اسے وہیں پھینک دیا، شراب کے پیالے، مٹکے اور گھڑے توڑ دیے اور مدینہ میں اس روز اتنی شراب بہادی گئی کہ عرصہ دراز تک جب بارش ہوتی تو شراب کی بو اور رنگ مٹی میں نکھر آتا تھا۔

یہ تھا قرآن کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین کا طرز عمل، "علم برائے عمل" جس سے ان کی زندگیاں مکمل طور پر تبدیل ہوئیں۔

قرآن کو ایسے سیکھنا انسانی شعور اور تصور کو عقیدے کی ایسی مستحکم قدریں اور بنیادیں فراہم کرتا ہے کہ اس کے لیے ہر حال میں اللہ کے احکام پر عمل آسان ہو جاتا ہے، وہ مشکل ترین حالات اور مسائل میں بھی پہاڑ کی طرح سینہ سپر ہو کر کھڑا رہتا ہے اور قرآن کی تعلیمات سے سرِ مُو انحراف کا سوچ بھی نہیں سکتا، اس کی اعلیٰ ترین مثال صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ہیں لیکن آج بھی مسلمانوں میں ایسی درخشاں مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

یہ بات یاد رکھنا بھی انتہائی اہم ہے کہ اجتماعی نظام افراد کے مرہونِ منت ہے، انفرادی عقائد و تصورات میں کمزوری، اجتماعی نظام کی پوری عمارت کو کمزور کرنے یا گرانے کا باعث بن سکتی ہے، یہ اصول اجتماعی جدوجہد کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، اسی بات کو اکبر الٰہ آبادیؒ نے یوں فرمایا؛

تو خاک میں مل اور آگ میں جل جب خشت بنے تب کام چلے
اِن خام دلوں کے عنصر پر بنیاد نہ رکھ تعمیر نہ کر

اور علامہ اقبالؒ نے فرمایا

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

قرآن سیکھنے کے لیے چند اہم باتوں کی طرف توجہ ضروری ہے:

(الف): قرآن کے بارے میں اپنا روّیہ بدلیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○ اَفَبِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ اَنۡتُمۡ مُّدۡهِنُوۡنَ○ (الواقعہ آیات ۸۰،۸۱)۔ ” یہ ربّ العالمین کا نازل کردہ ہے۔ پھر کیا اس کلام کے ساتھ تم بے اعتنائی برتتے ہو“، اصل الفاظ ہیں ”اَنۡتُمۡ مُّدۡهِنُون ۔ اِدۡهَان“ کے معنی ہیں کسی چیز سے مداہنت برتنا، اس کو اہمیت نہ

دینا، اس کو سنجیدہ توجہ کے قابل نہ سمجھنا، انگریزی میں (To take lightly) کے الفاظ اس مفہوم سے قریب تر ہیں۔ (تفہیم القرآن)

(ب) : شیطان کے حربوں سے ہوشیار رہیں :

قرآن فہمی میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ ہم ان حربوں سے ہوشیار رہیں جو شیطان ہمیں قرآن سیکھنے سے روکنے کے لیے اختیار کرتا ہے، ہمیں ہدایت کی گئی ہے کہ ہر کام کی ابتداء بسم اللہ سے کی جائے لیکن قرآن پڑھنے کی ابتداء اعوذ باللہ سے کرنے کا حکم دیا گیا؛

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (سورۃ النحل۔۹۸) پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطانِ رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔

کیونکہ شیطان اس کام میں سب سے زیادہ روڑے اٹکاتا ہے اور ہمیں قرآن سیکھنے سے روکنے کے لیے ہر ممکن حربہ استعمال کرتا ہے۔ چند کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

ا۔ دنیاوی کاموں کو انتہائی اہمیت والا، فوری اور ضروری جتلانا۔

شیطان کوئی بھی دنیاوی کام مثلاً کسی سے ملاقات، ٹیلیفون کرنا، وٹس ایپ یا ٹی وی پروگرام دیکھنا وغیرہ کو انتہائی ضروری بنا کر پیش کرتا ہے اور ہمیں دھوکہ دیتا ہے کہ پہلے یہ کام کر لو اس کے بعد قرآن بھی پڑھ لو

گے، لیکن جب ہم غور کرتے ہیں تو ان میں سے کوئی کام اتنی اہمیت کا نہیں ہوتا کہ اس کو اسی وقت کرنا بہت ضروری ہو اور جس کی وجہ سے ہم قرآن سیکھنے جیسے اہم کام کو ثانوی حیثیت دے دیں۔

۲۔ دنیاوی کام کو دینی کام کے طور پہ دکھا کر دھوکا دینا۔

دنیا میں بہت سے اچھے کام ہیں اور ان کی اہمیت سے بھی انکار نہیں، جب ہم قرآن پڑھنے/سیکھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو شیطان ایسے موقع پر ان کی خصوصی دینی اہمیت جتا کر انہیں ترجیحاً کرنے پر ابھارتا ہےاور قرآن کو ثانوی حیثیت پر رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

مثالیں: خدمت خلق کے کام، تعلقات نبھانا،ادارتی کام کرنا، سیاسی جدوجہد وغیرہ، ان سب کی اہمیت اپنی جگہ لیکن یہ کام قرآن سیکھنے کے متبادل نہیں ہیں، بسا اوقات ہم جسے دین کاکام سمجھ کر کر رہے ہوتے ہیں وہ دراصل خسارے کا سودا ہوتا ہے،اللہ کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، جیساکہ سورہ الکہف میں ارشاد ہے؛

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ (سورہ الکہف)

ترجمہ: ”اے نبی ﷺ ! ان سے کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام ونامراد لوگ کون ہیں؟وہ کہ دنیا کی زندگی میں

جن کی ساری سعی و جہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں"

۳۔ دین ہی کے دوسرے کام سامنے لے آنا۔

دین کا ہر کام اپنی جگہ اہم ہے لیکن سب سے زیادہ اہم قرآن سیکھنا ہے۔ بسا اوقات شیطان ہمارے لیے دین کے دوسرے کام (خصوصاً عبادات) اتنے خوشنما اور اہم بنا دیتا ہے کہ ہم ان میں لگ کر قُرآن سیکھنے کو اپنی ترجیحات میں نچلے درجے پر لے جاتے ہیں مثلاً نوافل پڑھنا، تسبیحات یا ذکرو اذکار وغیرہ، حالانکہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا "اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) تم اس حال میں صبح کرو کہ تم اللہ کی کتاب میں سے ایک آیت سیکھ لو تو یہ تمھارے لیے سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے" (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۱۹)

۴۔ قرآن فہمی کو مشکل بنا کر پیش کرنا۔

شیطان کا ایک اور حربہ یہ ہے کہ وہ انسان سے کہتا ہے کہ قرآن پڑھنا ہی کافی ہے، تم عربی زبان، گرامر اور متعلقہ ضروری علوم کے بغیر قرآن نہیں سیکھ سکتے، حالانکہ ہم میں سے کتنے لوگ اُن زبانوں کے گرامر وغیرہ جانتے ہیں جو وہ بولتے اور سمجھتے ہیں؟ ہمیں تو اپنی مادری زبان کے گرامر پر بھی دسترس

نہیں ہوتی، پھر ہم صرف قرآن سمجھنے کے لیے گرامر اور علوم جاننے کی شرط کیوں لگائیں؟

اسی طرح شیطان ہمیں یہ بھی باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ استاد کے بغیر قرآن نہیں سیکھا جا سکتا۔ یہ بات اس حد تک تو یقیناً ٹھیک ہے کہ جب ہم دنیا کے ہر علم کو استاد سے سیکھتے ہیں تو قرآن استاد سے کیوں نہ سیکھیں؟ دنیاوی مضامین سیکھنے کے لیے تو ہم ہزاروں روپے کی تنخواہ دے کر بچوں کے لیے ٹیوشن کا بندوبست بھی کرتے ہیں لیکن جب قرآن سیکھنے کی باری آتی ہے تو ہم استاد کو چند سو روپے دینے کو بھی بوجھ سمجھتے ہیں۔ ہمیں اس روّیے کو بدلنا ہوگا۔

اگر کسی وجہ سے استاد میسر نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہم قرآن سیکھنے کی کوشش کرنا ہی چھوڑ دیں، ہمیں کسی بھی تفسیر سے قرآن سیکھنے کی انفرادی کوشش جاری رکھنی چاہیے، بہتر یہ ہے کہ چند افراد مل کر اجتماعی مطالعے کا بندوبست کریں، البتہ یہ بات ذہن میں رہے کہ ہم نے تفاسیر پڑھنی اور سیکھنی ہیں خود سے کوئی تشریح/تفسیر نہیں کرنی۔

۵۔ غیر ضروری اور فلسفیانہ مباحث میں الجھا دینا۔

انسان جب اللہ کے فضل سے شیطان کے سارے حربے ناکام بنادیتا ہے اور قرآن سیکھنا شروع کر دیتا ہے تو شیطان ایک خطرناک حملہ کرتے

ہوئے انسان کو ایسے غیر ضروری بحثوں میں الجھا دیتا ہے جن کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مثلاً جنت و دوزخ کیسے اور کہاں ہوں گے؟ برزخ کی حقیقت کیا ہے؟ اللہ کی کرسی سے کیا مراد ہے؟ اور اللہ کی ذات اور صفات وغیرہ کے متعلق ایسی سوالات میں الجھا دیتا ہے جن کا ہماری عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

قرآن سیکھنے کا طریقہ کیا ہونا چاہیے اور انسان کی کیا approach ہونی چاہیے؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی وضاحت فرمادی ہے؛

هُوَ الَّذِيٓ أَنزَلَ عَلَيۡكَ الۡكِتَٰبَ مِنۡهُ ءَايَٰتٌ مُّحۡكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ الۡكِتَٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمۡ زَيۡغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَٰبَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَأۡوِيلِهِۦ۔ (آل عمران آیت ۷)

”وہی خدا ہے، جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے۔ اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں: ایک محکمات، جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات ہیں، جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے، وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں“

اس طرح شیطان محکمات کی بجائے انسان کو متشابہات اور عملی زندگی کے لیے غیر ضروری مباحث میں الجھا دیتا ہے ۔ اقبالؒ نے شیطان کے اس حربے کو یوں بیان فرمایا؛

ہے یہی بہتر الٰہیات میں الجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اوّلین ترجیح اور بہتر صورت یہی ہے کہ قرآن کریم استاد سے سیکھیں، استاد میسر نہ ہو تو انفرادی طور پر کسی تفسیر کا مطالعہ کریں (زیادہ مناسب یہ ہے کہ ایک سے زیادہ تفاسیر پیشِ نظر رکھیں) لیکن بہتر یہ ہوگا کہ گروپ بنا کے مطالعہ کریں اور یہ اصول ہمیشہ پیش نظر رکھیں جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ نے متعین کر دیا ہے

"جس نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کر لے"۔ (ترمذی)

(ج): دل کے تالے کھولیں:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (سورہ محمد، ۲۴) کیا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں کہ یہ قرآن پر تدبر نہیں کرتے؟

مفسرین کرام نے اس کی تشریح میں کئی "تالوں" کا ذکر کیا ہے جو انسان کو قرآن سمجھنے اور ان پر تدبّر سے
روکتے ہیں، ان میں چند یہ ہیں، قرآن سے بے اعتنائی، دنیا کی محبت، موت کا ڈر، غفلت، بخل، تجارت میں نقصان کا خوف، کینہ، حسد، نفاق، کبر و غرور، تعصّب، فرقہ بندی اور اس قبیل کی دوسری چیزیں جن کے نتیجے میں دل سخت اور بے حس ہو جاتا ہے، ان تالوں کو کھولے بغیر دل قرآن کی طرف راغب نہیں ہوگا، بلکہ ممکن ہے ایسے بدنصیب کو قرآن سے ہدایت کی بجائے ضلالت نصیب ہو، جس کی وضاحت خود قرآن کریم کی سورہ البقرہ کی آیت ۶۲ میں کردی گئی، يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا

عملی اقدام:

قرآن سیکھنے کے لیے چند بنیادی عوامل کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

- عمل کی نیت سے سیکھیں
- پہلے سے اپنی رائے مت بنائیں اور خالی الذہن ہو کر پڑھیں
- آج ہی شروع کریں، سورہ الفاتحہ اور نماز میں پڑھی جانی والی چھوٹی سورتوں سے ابتدا کر سکتے ہیں۔
- اپنا محاسبہ خود کریں (Self-accountability)۔

- قرآن کو عصری حالات کے تناظر میں سمجھنے اور سیکھنے کی کوشش کریں۔

قرآن سمجھنے کا معیار (standard):

نماز کے بارے اللہ تعالیٰ نے سورہ العنکبوت آیت ۴۵ میں فرمایا کہ ایک مسلمان کی زندگی پر اس کا یہ اثر ہونا چاہیے کہ وہ فحاشی اور بے حیائی سے رک جائے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ ؕ " بیشک نماز بے حیائی سے اور فحش کاموں سے باز رکھتی ہے" (۴۵)، یہ ہے اللہ کا مقرر کردہ نماز کا اصل معیار (standard) کہ ہم اپنی نماز کو ایسا بنانے کی کوشش کریں۔

اسی طرح قرآن کے بارے میں فرمایا کہ جب ایک مسلمان قرآن پڑھے تو اس پر کیا اثر ہونا چاہیے؟

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُہٗ زَادَتۡہُمۡ اِیۡمَانًا وَّعَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ (سورۃ الانفال آیت ۲)

ترجمہ: سچے اہلِ ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سُن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ تَـقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ‌ ۚ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ‌ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ (الزمر, آیت ۲۳)

ترجمہ: اللہ نے بڑا اچھا کلام نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے جس کی آیات آپس میں ملتی جلتی ہیں، جو بار بار دہرائی جاتی ہیں، اس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، یہ اللہ کی ہدایت ہے اس کے ذریعہ وہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے، اور اللہ جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

وَاِذَا سَمِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَى الرَّسُوۡلِ تَرٰۤى اَعۡيُنَهُمۡ تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَـقِّ‌ ۚ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰهِدِيۡنَ (المائدہ، آیت ۸۳) جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول ﷺ پر اترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں، اور کہتے ہیں کہ "پروردگار! ہم ایمان لے آئے، ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے"

یہ ہے قرآن پڑھنے کا اعلیٰ معیار، کہ جب ہم اسے پڑھیں تو ہمارے دل لرز جائیں، رونگٹے کھڑے ہو جائیں، بدن نرم پڑ جائیں اور کانپنے لگیں، آنکھوں سے آنسو امڈ پڑیں اور کلام الٰہی ہمارے ایمان کے زیادہ اور مضبوط

ہونے کا سبب بنے ۔ ایک مسلمان کے دل پر قرآن پڑھنے کا ایسا اثر ہونا مطلوب ہےاور یہ تب ہی ممکن ہے جب ہم قرآن سمجھ کر پڑھیں، اللہ ہمیں یہ معیار نصیب فرمائے۔

یہ بات تو پہلے بیان کی جاچکی ہے کہ قرآن کو استاد سے سیکھنا افضل ہے لیکن اگر کسی وجہ سے استاد میسر نہ ہو، تو ایک طریقہ اجتماعی قرآن کلاس کا ہے جس کی تفصیل یہاں دی جارہی ہے۔ یہ بات ضروری ہے کہ شرکاء دل کی دنیا صاف کرکے شریک ہوں تاکہ قرآن کی امانت اٹھانے کے لیے دل میں صلاحیت پیدا ہو مطلوبہ اثرات مرتب ہوں اور شرکاء میں یہ ذہنی ہم آہنگی ہو کہ ہم قرآن کا مطالعہ اپنے فائدے اور عمل کے لیے کر رہے ہیں۔

قرآن کلاس کا طریقہ کار (اجتماعی مطالعہ)

قرآن کا اجتماعی مطالعہ کرنے کے لیے درج ذیل عملی طریقہ نہایت افادیت کا حامل ہے

1. چند افراد مل کر گروپ بنائیں۔ بہتر ہے کہ تعداد دس سے زیادہ نہ ہو۔ افراد زیادہ ہوں تو دو گروپوں میں تقسیم کر لیں۔
2. ہر فرد کو ایک تفسیر تفویض کی جائے جس سے وہ مقررہ رکوع کا مطالعہ کرے۔
3. مطالعہ میں عصر حاضر کے حالات اور مسائل کے بارے میں جدید تفاسیر کے ساتھ ساتھ قدیم تفاسیر کو بھی شامل کریں۔ تفاسیر کی ایک فہرست آخر میں تجویز کی گئی ہے جس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے علاوہ دوسری تفاسیر سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔
4. ہر ہفتے کم از کم ایک رکوع کا مطالعہ کیا جائے۔
5. کلاس کی ابتدا میں ایک فرد (جس کا تعین پہلے سے گزشتہ میٹنگ میں ہو چکا ہوگا اور جو عمومی طور پر میزبان ہی ہوگا) اپنی مقرر کردہ تفسیر سے رکوع کی تلاوت، رواں ترجمہ، الفاظ کے معانی اور رکوع کا عمومی پیغام بیان کرے۔

6. لفظی مطالعہ و اصطلاحی معانی: رکوع کے لفظی معانی کسی کتاب سے اختصار کے ساتھ بیان کرے، آیت میں لفظ کے متعلقہ لغوی اور اصطلاحی معنی واضح کیے جائیں اور بہت زیادہ تفصیلات سے گریز کیا جائے تاکہ "قرآن سیکھنے" کا اصل ہدف دھندلا نہ جائے۔اس کے لیے کسی بھی مستند کتاب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے مثلاًامام راغب رحمہ اللہ کی مفردات القرآن، عبدالکریم پاریکھ صاحب کی "لغات القرآن "، خلیل الرحمٰن چشتی صاحب کی "قواعد زبانِ قرآن" اور صابر شاہ فاروقی صاحب کی "قرآن کے کثیرالمعانی الفاظ "یا ایسی ہی کوئی دوسری کتاب جس میں الفاظ کی تشریح کی گئی ہو۔

7. عملی معانی: ایک اور اہم معانی جسے ہم "عملی معانی" کہہ سکتے ہیں پر بھی ضرور غور و فکر کیا جائے، یہ سوچا جائے کہ کسی لفظ یا الفاظ کا میری عملی زندگی سے کیا ربط اور تعلق (relevance & application) ہے، "کلیدی الفاظ" کے تحت اللہ اکبر کی تفصیل اس کی ایک مثال ہے۔

8. کلیدی الفاظ: رکوع میں کلیدی الفاظ (key-words)اور آیات کی نشاندہی کی جائے اور ممکن ہو تو اپنی زندگی میں اس کے عملی اظہار کا ربط بھی دیکھا جائے۔ مثلاً کیا میں عملی زندگی میں اللہ اکبر کے لفظ

میں اللہ کو واقعی اکبر سمجھتا ہوں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں ایک پولیس کے سپاہی کے اشارے پر تو رک جاتا ہوں لیکن اللہ بار بار اور پکار پکار کہتا ہے کہ اس راستے کی طرف مت جاؤ لیکن میں نہیں رکتا؟ اب میں خود سوچوں کہ نعوذ باللہ عملاً کہیں میرے نزدیک اللہ کی بجائے پولیس کا سپاہی تو اکبر نہیں ہے؟ یہ اللہ اکبر کا عملی معنی ہے۔

9. اس کے بعد ہر فرد اپنی زیر مطالعہ تفسیر سے اس رکوع میں فکر و عمل کے حوالے سے پیغام شرکاء سے شیئر کرے ،اور تمام شرکاء اس پر بحث کریں تاکہ رکوع کا پیغام کھل کر سامنے آجائے،البتہ اس بات کا خیال رکھیں کہ پہلے سے بیان شدہ تفصیلات دوبارہ بیان نہ کریں، تاکہ وقت کا بہتر استعمال ہو سکے۔

10. عصری حالات کے تناظر میں رکوع کے پیغام پر غور و فکر کریں اور اہم نکات نوٹ کرلیں۔

11. مطالعہ کے بعد جو نکات تفصیل طلب رہ جائیں اور جن کا جواب زیر مطالعہ تفاسیر میں موجود نہ ہو تو اپنے طور پر کوئی نتیجہ اخذ نہ کیا جائے بلکہ ہر فرد بعد میں ان نکات کی تفصیل اور وضاحت کے لیے علماء کرام سے رجوع کرے اور ان کی بتلائی ہوئی تشریح اگلی میٹنگ میں share کرے۔

12. **عملی نکات:** سب سے آخر میں لیکن سب سے اہم کام یہ ہے کہ رکوع میں اپنی زندگی میں عمل کے لیے کم از کم دو/تین نکات کی نشاندہی کریں اوران کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش کریں، یہی اس محنت کا اہم ترین مقصد ہے۔
13. ایک مقررہ فرد رکوع کا عمومی پیغام اور عملی نکات لکھ کر گروپ میں شیئر کرے اور کسی مستند عالم سے نظرثانی اور تصدیق کروا لیں، بہتر ہوگا کہ گروپ میں کوئی عالم ہو یا علماء کی محفل کا فیض یافتہ فرد ہو۔
14. ہر کلاس میں اگلی کلاس کے وقت اور مقام کا تعین کریں۔
15. بہتر ہے کہ قرآن کلاس مسجد میں ہو، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو باری باری ساتھیوں کے گھروں یا کسی اور متعین جگہ پر بھی کلاس ہو سکتی ہے۔
16. کھانے پینے سے حتی الوسع اجتناب کیا جائے یا بندوبست میں لازماً سادگی کا اہتمام کیا جائے۔
17. قرآن کی تفسیر (تشریح): شرعی احکام کی تفسیر علماء و فقہا کا کام ہے، اس پہلو سے ڈسکشن تفاسیر میں بیان کردہ تفصیلات ہی تک محدود رکھی جائے۔ البتہ ہوسکے تو تکوینی تشریح پر غور و فکر کریں۔

مثال: قرآن کلاس کے درج بالا طریقہ کار کے مطابق ذیل میں سورہ العنکبوت رکوع ۳ کی تشریح بطور مثال دی جاتی ہے؛

ا۔ مادی اشیاء کی خاصیتیں بوقت ضرورت اللہ کے حکم سے اہل ایمان کے لیے تبدیل ہو سکتی ہیں۔ صرف دنیاوی وسائل پر بھروسہ گمراہی ہے۔ اگر ایمان اور اللہ پر توکل مضبوط ہو تو ایسے ہی واقعات آج بھی ممکن ہیں اور افغان جہاد میں ہم ان کا مشاہدہ کر چکے ہیں، بھروسہ اسباب پر نہیں مسبّب الاسباب پر ہونا چاہیے۔

عملی نکتہ: مادی وسائل کو استعمال کیا جائے لیکن زندگی کے ہر موقع پر اور ہر معاملے میں یہ بات پیش نظر رہے کہ اصل فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

۲۔ تبدیلی اور مدد کے لیے آزمائش شرط رہی ہے، چاہے وہ ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالا جانا ہو، محمد ﷺ کا شعب ابی طالب میں تین سال محاصرہ کی حالت میں رہ کر بھوک وپیاس (جسمانی تکلیف) کا سامنا کرنا ہو یا عام الحزن کی بلاخیز (جذباتی وروحانی) کیفیت سے گزرنا ہو، اخوان المسلمین پر مصری درندں کے مظالم ہوں، بنگلہ دیش میں اسلامی تحریک کے لوگوں کا تختہ دار پر چڑھنا ہو یا افغان مجاہدین کا باگرام اور گوانٹنامو جیل اور کنٹینروں میں دم گھٹ کر مرنا، لیکن آخری فتح بہرحال مٹھی بھر مخلصین اور حق پر قائم رہنے والوں ہی کو نصیب ہوتی ہے۔

عملی نکتہ : مشکل حالات اللہ کی آزمائش ہیں،ان میں صبر اور استقامت کا دامن کسی صورت ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور دین پر سختی سے قائم رہیں۔

۳۔ ہم جنس پرستی ایک شیطانی عمل ہے، ایسے لوگوں پر اللہ نے لعنت کی ہے، یہ ماضی میں بھی قوموں کی تباہی کی بنیاد بنی اور آج بھی بن کر رہے گی کیونکہ اللہ کی سنت تبدیل نہیں ہوتی۔ اس رکوع میں اگر ایک طرف اس بارے ہمارے لیے تنبیہ ہے تو دوسری طرف خوشخبری بھی ہے کہ ان شاء اللہ جلد ان "ترقی یافتہ" اور "مہذب" اقوام کی تباہی ہوگی جو اس لعنت کو عام کر رہی ہیں۔

عملی نکتہ : ہر شخص انفرادی اور اجتماعی حیثیت میں ہم جنس پرستی کے خلاف ہر سطح پر جدوجہد کرے اور اس کے جسمانی، نفسیاتی اور معاشرتی اثرات کو اجاگر کیا جائے۔

آخری بات

سب سے اہم بات اور کام یہ ہے کہ ہم قرآن کو اپنے لیے سمجھیں اور جو جو حکم سمجھ آتا جائے اس کے مطابق عمل کرتے جائیں، یہی وہ بات تھی جس نے صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین کی زندگی کی کایا پلٹ دی، ایک اجڈ اور جاہل عرب قوم دنیا کی مہذب ترین قوم بن گئی اور ایسے اخلاق کا مظاہرہ کیا جو چشم فلک نے پہلے کبھی دیکھا اور نہ بعد میں دیکھ سکی۔ جب آیات نازل ہوتیں تو صحابہ فوراً عمل کی سوچتے تھے، انھوں نے قرآن کو اپنے لیے سمجھا اور اسی لیے ان کی زندگی تبدیل ہوئی۔

قرآن کو تو غیر مسلم مستشرقین بھی کافی حد تک سمجھتے ہیں لیکن ان کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی کیونکہ وہ قرآن کو اس مقصد کے لیے پڑھتے ہی نہیں اور نہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔

اگر مسلمان قرآن اسی طرح پڑھیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم پڑھتے اور سمجھتے تھے تو آج بھی ویسی ہی تبدیلی آسکتی ہے جیسے ان کی زندگیوں میں آئی۔ صاحب تفہیم القرآن نے یہ بات یوں بیان فرمائی؛

"اسے تو پوری طرح آپ اسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب آپ اسے لے کر اٹھیں اور دعوت الی اللہ کا کام شروع کریں اور جس طرح یہ کتاب ہدایت دیتی ہے اسی طرح قدم اٹھاتے جائیں۔۔ قرآن کے احکام، اس کی اخلاقی

تعلیمات، اس کی معاشی اور تمدّنی ہدایات اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں اس کے بتائے ہوئے اصول و قوانین آدمی کی سمجھ میں اس وقت تک آ ہی نہیں سکتے جب تک وہ عملاً ان کو برت کر نہ دیکھے، نہ وہ فرد اس کتاب کو سمجھ سکتا ہے جس نے اپنی انفرادی زندگی کو اس کی پیروی سے آزاد رکھا اور نہ وہ قوم اس سے آشنا ہو سکتی ہے جس کے سارے ہی اجتماعی ادارے اس کی بنائی ہوئی روش کے خلاف چل رہے ہوں" (تفہیم القران، جلد اول صفحہ ۳۴۔۳۵)

اور علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

گر تو مے خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن
ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشّاف

چند مجوزہ تفاسیر:

جدید تفاسیر (عصری حالات): بیان القرآن (ڈاکٹر اسرار احمدؒ)، تدبّر قرآن (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)، تفہیم القرآن (مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ) فی ظلالِ القرآن (سید قطبؒ شہید)، روح القرآن (مولانا ڈاکٹر اسلم صدیقیؒ)، محاسن القرآن (مفتی غلام الرحمٰنؒ)

جدید تفاسیر (عصری مسائل): آسان ترجمہ و تفسیر قرآن (مفتی تقی عثمانیؒ) تفسیر ماجدی (عبد الماجد دریا آبادیؒ)، تیسیر القرآن (عبد الرحمٰن کیلانیؒ) ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ الازہریؒ)، معارف القرآن (مفتی محمد شفیعؒ)

دیگر تفاسیر: بیان القرآن (اشرف علی تھانویؒ)، ترجمان القرآن (ابوالکلام آزادؒ)، تفسیر ابن کثیر (ابو الفدا ابن کثیرؒ)، تفسیر جلالین (جلا ل الدین السیوطیؒ)، تفسیر عثمانی (شبیر احمد عثمانیؒ)، تفسیر مظہری (قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ)، تفسیر قرطبی (ابو بکر قرطبیؒ)

الفاظ معانی: "تدریس لغات القرآن" ابو مسعود حسن علوی صاحب، امدارک التنزیل (عبداللہ بن احمد محمد بن محمود النسفی)، مفردات القرآن (مولانا محمد عبدہ فیروز پوریؒ)، اور مصباح القرآن جس میں مترادف الفاظ رنگین ترجمے کے ساتھ دیے گئے ہیں (آخر الذکر تینوں تفاسیر موبائل ایپ [EasyQuranWaHadith]) پر موجود ہیں۔

حوالہ جات:

۱) تفاسیر قرآن (متعلقہ حوالے مضمون میں دیے گئے ہیں)
۲)تلاوت قرآن اہمیت اور تقاضے۔ نجیب الحق
۳) ناگزیر علم۔فرض علم۔ صرف ایک کتاب۔عامرہ احسان
۴) قرآن کی روشنی۔عامرہ احسان
۵) قرآن گروپ، حیات آباد
۶) The light of the Quran in the darkness of present time-Translation by Yabqua Anwar

قرآن کلاس جائزہ فارم (Feedback Form)

ضروری ہدایات : قرآن کلاس کا ہفتہ وار ریکارڈ رکھنے کا طریقہ۔ جواب ہاں یا نہیں میں دیں۔ اگر کسی وجہ سے کلاس نہیں ہوئی تو وجہ لکھیں، فارم ہر ماہ کے آخر میں نامزد فرد کو وٹس ایپ/ای میل کریں

ہفتہ نمبر	تاریخ	کیا اس ہفتے قرآن کلاس ہوئی؟	کتنے افراد نے شرکت کی؟	کیا الفاظ کے معانی کیے گئے؟	کیا عملی نکات کی نشاندہی کی گئی؟	کیا رکوع کا خلاصہ گروپ میں شیئر کیا گیا؟	کیا رکوع کا جائزہ حالات حاضرہ کے تناظر میں لیا گیا	کیا نوٹس کی تصحیح کسی عالم سے کروائی گئی؟
1								
2								
3								
4								
5								
6								
7								
8								
9								
10								
11								
12								
13								
14								
15								
16								
17								
18								
19								
20								
21								
22								
23								
24								

قرآن کلاس جائزہ فارم (Feedback Form)

ضروری ہدایات : قرآن کلاس کا ہفتہ وار ریکارڈ رکھنے کا طریقہ۔ جواب ہاں یا نہیں میں دیں۔ اگر کسی وجہ سے کلاس نہیں ہوئی تو وجہ لکھیں، فارم ہر ماہ کے آخر میں نامزد فرد کو وٹس ایپ/ای میل کریں

ہفتہ نمبر	تاریخ	کیا اس ہفتے قرآن کلاس ہوئی؟	کتنے افراد نے شرکت کی؟	کیا الفاظ کے معانی کیے گئے؟	کیا عملی نکات کی نشاندہی کی گئی؟	کیا رکوع کا خلاصہ گروپ میں شیئر کیا گیا؟	کیا رکوع کا جائزہ حالات حاضرہ کے تناظر میں لیا گیا	کیا نوٹس کی تصحیح کسی عالم سے کروائی گئی؟
25								
26								
27								
28								
29								
30								
31								
32								
33								
34								
35								
36								
37								
38								
39								
40								
41								
42								
43								
44								
45								
46								
47								
48								

مؤلف کی دوسری کتابیں

- تلاوت قرآن، اہمیت اور تقاضے (اردو اور انگریزی زبان)
- تبدیلی بذریعہ تعلیم
- میڈیکل کے طالب علموں کے لیے احادیث کورس (اردو اور انگریزی زبان)
- رمضان میں مریضوں کے لئے ہدایات، شریعت اسلامی کی روشنی میں
- مریضوں کے وضو نماز اور طہارت کے مسائل
- ڈاکٹروں اور دواساز کمپنیوں کے تعلقات۔ اسلامی اصولوں کی روشنی میں
- شعبہ طب میں مرد وزن کے باہمی تعامل کے مسائل اور شرعی رہنمائی (اردو اور انگریزی زبان)
- صحت نامہ۔ صحت اللہ کی امانت ہے
- صاف اور صحت بخش پانی کے حصول کے آسان اور ارزان طریقے
- اندرون خانہ فضائی آلودگی اور ہماری صحت
- صحت مند زندگی کیسے؟
- علم تشریح الابدان۔ برائے طلباء تخصص فقہ اسلامی والافتاء
- شعبہ طب میں فیصلوں کے لئے ہدایات، شریعت اسلامی کی روشنی میں

ملنے کا پتہ

پشاور میڈیکل کالج، پرائم فاؤنڈیشن، ورسک روڈ پشاور

info@prime.edu.pk

فون: 0333-9181924 / 091-5202191-4

ویب سائٹ: www.prime.edu.pk